رسائل و مسائل

دعا، استخارہ، خواب کرامت

سوال:- مجھے کالج کے زمانہ میں مولانا محمد الیاس مرحوم کی تحریک میں ایک مدت تک کام کرنے کا شرف حاصل رہا ہے اور میرے ساتھ چند اور ساتھی بھی شریک کار رہے ہیں۔ آغاز ہی میں مجھے اس تحریک کے اندر چند خامیوں کا احساس تو ہوا، مگر دوسری کسی بہتر تحریک کو نہ پاکر میں اسی کی خدمت میں محو رہا۔ آخر کار جماعت اسلامی کے وجود کا علم ہوا تو آپ کے یہاں کے لٹریچر پر توجہ دی اور دماغ نے آپ کی دعوت کی تصدیق کی۔ کچھ امور کی مزید توضیح کرانے کے لیے میں ایک رفیق کے ہمراہ دارالاسلام بھی حاضر ہوا تھا۔ وہاں سے قرآن مجید کے مطالعہ کی تلقین ہوئی اور اس سے اب میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جماعت اسلامی کا پروگرام کتاب و سنت کے بالکل مطابق ہے اور فلاح کی یہی راہ ہے۔ چنانچہ جماعت کے اجتماعات میں اب شریک ہو رہا ہوں اور دعوت حق کو دوسروں تک پہنچانے کی سعی بھی کر رہا ہوں۔ اسی سعی کے دوران میں ایک عربی داں حافظ قرآن دوست سے بھی ربط پیدا ہوا، اور ان کی طرف سے دعوت کے جواب میں جو خط موصول ہوا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

> "میں اپنے علم و تجربہ کی بنا پر الیاس صاحب کی جماعت میں کام کرنے کو اولیٰ سمجھتا ہوں۔ اس کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ اگر جماعت اسلامی صحیح طریقہ پر چل رہی ہے تو خدا مجھے اس میں شامل کر دے، بلکہ میرے دوسرے تمام ساتھیوں کو بھی"۔

اب آپ بتائیں کہ کیا یہ طرز عمل ازروئے شریعت صحیح قرار دیا جاسکتا ہے کہ جب کسی شخص کو کسی بات کی دعوت دی جائے تو وہ کہے کہ میں بہت آہ و زاری کے ساتھ دعا کروں گا اور پھر اللہ تعالیٰ جو فیصلہ میرے دل میں القا کر دیں گے، میں اس کے مطابق چلوں گا۔ اس وجہ پر استدلال کیا جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دنیوی معاملات میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہے تو کیا دینی معاملات میں نہیں سنے گا۔

اس تبلیغی تحریک کے بعض کارکن یہ بھی کہتے ہیں کہ خواب بھی ہدایت کا ایک ذریعہ ہے۔ چنانچہ یہ حضرات کچھ نوافل پڑھ کر باوضو سوتے ہیں تاکہ اچھے اچھے خواب آئیں۔ یہی نہیں، بعض کارکن تو یہاں تک کہتے ہیں کہ ہم تو اس جماعت میں جب سے آئے ہیں ہمیں اکثر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت و بشارت حاصل ہوتی ہے۔ یہ حدیث بھی پیش کی جاتی ہے کہ مومن کے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔ آپ فرمایئے کہ اسلام میں ان خوابوں کا کیا مقام ہے۔

علاوہ ازیں ان بزرگوں کا استخارہ کے متعلق یہ نظریہ ہے کہ ہر معاملہ میں استخارہ کیا جانا چاہیے، چاہے کوئی مسئلہ عقلاً فیصلہ کیے جانے کے قابل ہو یا نہ ہو ــــ چنانچہ مجھے بھی گورنمنٹ کی نوکری اور پرائیویٹ نوکری میں سے کسی ایک کو انتخاب کرنے کے لیے استخارہ کا مشورہ دیا گیا تھا، حالانکہ میں ہر کام شریعت کے تحت ایک فیصلہ پر پہنچ چکا تھا! آخر استخارہ کا صحیح اور جائز مصرف کیا ہے۔

ایک عجیب روایت کا چرچا ہو رہا ہے کہ پچھلے دنوں ایک تبلیغی جماعت دہلی سے سندھ پاپیادہ گئی، تو راستہ میں آدھی رات کو انہیں دریائے ستلج عبور کرنا پڑا، کیونکہ پل پر سے گزرنے کی اجازت نہ مل سکی۔ بس میر قافلہ نے دعا کی اور قافلہ دریا میں اتر گیا۔ دریا پورے زور سے بہہ رہا تھا اور غالباً کسی کے ذکر الٰہی سے غافل ہونے کی وجہ سے پاؤں اکھڑنے لگے تو امیر نے ذکر کی اہمیت پر تقریر کی، اس سے سب کی توجہ الی اللہ مستحکم ہو گئی اور قافلہ دریا کے پار ہو گیا۔ اس سے نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ یہی جماعت حق پر ہے! کیا واقعی یہ دلیل اور نتیجہ صحیح ہے؟

جواب :- آپ کے تغیر اور موجودہ خیالات کا حال معلوم کر کے مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دوسرے بھائیوں کو بھی اقامت دین کی سعی اور اس کے طریق کو سمجھنے کی توفیق بخشے، تاکہ ان کی قوتیں اور قابلیتیں ضمنی اور فروعی اور بے نتیجہ کاموں میں ضائع ہونے کے بجائے اصل کام پر صرف ہوں۔ یہ بات واضح کر دوں کہ ہر سلسلے اور طبقے کی اصلاح اور افہام و تفہیم کی ذمہ داری ان لوگوں پر سب سے زیادہ ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں یا پہلے رکھتے تھے اور ان کی نفسیات، مزاج اور رجحانات سے واقف ہیں۔ ہمیں یہ دیکھ کر فی الواقع بہت دکھ ہوتا ہے کہ کس طرح ہمارے بہت سے نیک نیت اور نیک سیرت بزرگ بے سوچے سمجھے اندھیرے میں تیر چلا رہے ہیں اور مسلمانوں میں جو پہلے ہی دین حق سے بہت دور ہو چکے ہیں، غلط تصور دین کو مستحکم کرنے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔

جو سوالات آپ نے تحریر فرمائے ہیں ان کے مختصر جوابات درج ذیل ہیں۔

(۱) آپ کے جو دوست یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ اگر جماعت اسلامی ہی صحیح راستہ پر ہے تو مجھے اسی کے مطابق چلا دے۔ ان سے کہیے کہ کسی معاملہ میں حق معلوم کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ آدمی شریعت کے اصولوں کو سامنے رکھ کر اس پر پوری طرح غور کرے۔ اگر غور کرنے سے اس کا دل کسی ایک طرف مطمئن اور یکسو ہو جائے تو اس طریق کو اختیار کرے اور اگر تردد باقی رہے تو شرح صدر کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور تلاش و تحقیق میں پوری سرگرمی سے مصروف بھی رہے۔ مجرد دعا پر بھروسہ کر لینا اور اپنے فکر و عقل سے کام نہ لینا صحیح شرعی طریق نہیں ہے۔ یہ کوئی معقول حرکت نہیں ہے کہ تحقیق حق کے لیے اللہ تعالیٰ نے علم و عقل اور قوت استدلال کے جو ذرائع بخشے ہیں اور اپنی آیات ہدایت اور اسوۂ انبیاء کی جو نعمتیں عنایت فرمائی ہیں ان سب سے قطع نظر کر کے آدمی محض اللہ سے ہدایت و راستی کی آرزو کر کے اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونا چاہے۔ جس شخص نے خدا کے دیئے ہوئے چراغ کو گل رکھا اور روشنی کی دعا کی یا خدا کی دی ہوئی آنکھ موندے رکھی اور راستہ دیکھنے کی تمنا کرتا رہا اس نے اللہ کی بخششوں کا کفران کیا۔ اسے کب حق پہنچتا ہے کہ اللہ اس پر مزید بخششیں فرمائے ایسا رویہ دین سے بے پروائی اور عدم دلچسپی کی دلیل ہے۔ اور اس میں کسی سنجیدگی کا شائبہ تک نہیں ہے۔ خود یہ حضرات دنیا کے کسی چھوٹے سے چھوٹے معاملہ میں فکر و عقل کو معطل کر کے محض دعا پر بھروسہ نہیں کر سکتے لیکن اسے فریب نفس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ دین جیسے نازک معاملہ میں عقل کی آنکھیں بند کر کے محض اندھی دعاؤں سے مقصد حاصل کرنے کی فکر کی جاتی ہے۔ وہ حق جس پر پوری زندگی کی درستی اور نادرستی اور آخرت کے ابدی راحت و الم کا دار و مدار ہے، اس کی تلاش میں چراغ گل کر کے، آنکھیں موند کر، کان بند کر کے، ذہن کے دروازوں پر قفل لگا کر آدمی نکلے اور مجرد دعا کی لاٹھی سے راستہ ٹٹولنا چاہے، حد درجہ مضحکہ انگیز حرکت ہے۔ عقل و فکر اور چشم و گوش کا اولین فطری مصرف یہی ہے کہ ان کی مدد سے حق کو اور دین کی سیدھی راہ پہچانا جائے۔ اور اگر یہ اعلیٰ درجہ کے قویٰ اسی پاکیزہ مصرف پر صرف نہ ہوئے تو پھر کیا ان کو نظام کفر کی پہچان اور اس کی اطاعت کے لیے صرف ہونا ہے؟ سوچتی ہوئی عقل اور کھلی ہوئی آنکھوں کے ساتھ طلب ہدایت کی دعا کیجیے تو وہ ان شاء اللہ ضرور پوری ہو گی۔